بقیہ۔اکیڈیمی کی طرف سے دو روزہ کشمیری کانفرنس......صفحہ اول سے آگے

جانب سے ''ثقافت'' کے عنوان سے ۱۲رصفحات پر مشتمل رنگین خبرنامہ شائع کیا جاچکا ہے جس میں تینوں خطوں میں ہونے والی اکیڈیمی کی ثقافتی اور ادبی سرگرمیوں کو شامل کیا جائے گا۔خطبہٗ استقبالیہ کے بعد معروف ادیب غلام نبی آتش نے کلیدی خطبہ پیش کیا۔غلام نبی آتش نے اپنے خطبے میں اکیڈیمی کی جانب سے دوروزہ کشمیری کانفرنس کے انعقاد پر اکیڈیمی کو مبارک باد پیش کی اور کہا کہ اس طرح کی کوششوں سے کشمیری زبان کو درپیش چیلنجوں اوراس کے امکانات سے متعلق کھل کر بحث ہوسکتی ہے جس کے بعدان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کرنے میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔غلام نبی آتش نے کشمیری زبان کے ارتقاء سے لے کر دورِ جدید میں اس کی اہمیت کا خلاصہ بھی پیش کیا اور کشمیری زبان کو کشمیری قوم کا ورثہ اور شناخت قرار دیا۔ساتھ ہی ساتھ نئی نسل کی کشمیری یعنی اپنی مادری زبان سے دوری پر تشویش ظاہر کی۔ انہوں نے کشمیری زبان کے تحفظ کے لئے اقدامات اُٹھانے پر بھی زور دیا۔اس ضمن میں انہوں نے اس حوالے سے ایک عوامی تحریک چلانے پر زور دیا جس میں والدین' بچے' استادوں کے علاوہ سیاسی' سماجی اور دیگر لیڈران سمیت تمام جماعتوں اور انجمنوں کو مشترکہ طور پر کام کرنے کی تجویز پیش کی ۔انہوں نے کشمیری نصاب کو از سرِنو تشکیل دینے کی تجویز دی۔ ایوانِ صدارت میں گیان پیٹھ ایوارڈ یافتہ پروفیسر رحمان راہی نے مختصراً کانفرنس کے حوالے سے اپنے تاثرات بیان کئے اور کہا کہ کشمیری زبان ہمارا وجود ہے اور اس کا فروغ کشمیری عوام کے روشن مستقبل کا عکاس ہوگا۔مہمانِ خصوصی عبدالرحیم راتھر نے اپنے خطبے بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں کشمیری زبان کی آبیاری کا خواہش مند ہوں اور ہمیں مل کر اس زبان کو درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ان کا کہنا تھا کہ ریاست کی ۶۰رفیصد آبادی کشمیری زبان بولتی ہے جبکہ اس زبان کے حوالے سے ریاست' بیرون ریاست کے ساتھ ساتھ بیرون ممالک میں بھی کام جاری ہے۔اس سلسلے میں انہوں نے کہا کہ ٹائمز میگزین میں بھی لل عارفہ پر مضامین شائع ہوئے ہیں جبکہ کنیڈا میں کشمیری زبان میں ۱۹رکتابیں شائع ہوئی ہیں ۔ انہوں نے شاعرِ کشمیر ''مہجور'' سے لے کر عبدالاحد آزاد کے علاوہ للہ عارفہ سے لے کر شیخ العالمؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ان سب نے کشمیری زبان اور کلچر کے لئے اپنے اپنے طور کام کیا ہے ۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ اس کانفرنس کے اختتام پر ایک کر ٹاسک فورس تشکیل دیا جانا چاہیے جو یہاں پیش کی جانے والی تجاویز کو حکومت تک پہنچا سکے۔اکیڈیمی کے ایڈیشنل سکریٹری ڈاکٹر اروندر سنگھ امن نے شکریہ کی تحریک پیش کی ۔دوسری نشست آغاز ظہرانے کے بعد ہوا جس میں کل ملا کر تین مقالے پڑھے گئے جن پر بعد میں زوردار بحث ومباحثہ ہوا۔ نشست کی صدارت معروف شاعر اور ادیب پروفیسر مرغوب بانہالی نے کی جبکہ ایوانِ صدارت میں غلام نبی خیال اور بملہ رینہ بھی موجود تھیں۔اس نشست میں پہلا فکرانگیز مقالہ جو کہ کانفرنس کا تھیم پیپر تھا' پروفیسر رحمان راہی نے پیش کیا جس میں انہوں نے کشمیری زبان کو درپیش مختلف خطرات کی نشاندہی کی اور اس زبان کے ماضی' حال اور مستقبل کا موازانہ فکرانگیز انداز میں کیا۔اس کے علاوہ انہوں نے اس بات پر تشویش ظاہر کی کہ نئی نسل مادری زبان سے دور ہورہی ہے اور اس پر سماج کے باا ثر حلقوں میں کوئی ہلچل پیدا نہیں ہورہی ہے جو سب سے زیادہ تشویش ناک امر ہے لہٰذا ہمیں مل کر اس زبان کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے کام کرنا ہوگا۔اس کے بعد ایوان صدارت میں موجود دو ممبران سمیت درجن بھر ادیبوں نے اس مقالے پر بحث ومباحثے میں حصہ لیا جن میں ڈاکٹر حسرت حسین' ڈاکٹر عزیز حاجنی' شجاعت بخاری' جی۔ آر۔حسرت گڈا' منشور بانہالی' مسٹر کھیر' محمد حسین ظفر' مشتاق احمد مشتاق' شمشاد کرالہ واری' عنایت گل' بشر بشیر' غلام نبی خیال اور بملہ رینہ شامل ہیں۔دوسرے روز کی پہلی نشست میں تین مقالے پڑھے گئے جس کے دوران پروفیسر فاروق فیاض' پروفیسر مجروح رشید اور ایاز رسول نازکی ایوانِ صدارت میں موجود تھے۔اس موقعے پر پہلا مقالہ بعنوان ''کاشر زبان علمی تناظرس منز'' پروفیسر مرغوب بانہالی نے پیش کیا جس میں کشمیری زبان کے تاریخی پہلوؤں اور ایران سے لے کر کشمیر تک اس کے سفر کا خاکہ پیش کیا۔بعد میں مقالے پر بحث ومباحثہ کا آغاز ہوا اور تنقید اور تائید سے بھرپور ماحول قائم ہوگیا۔دوسرا مقالہ غلام نبی خیال نے بعنوان ''کاشر زبان تہ صحافت'' پیش کیا گیا جس میں انہوں نے کشمیری زبان اور صحافت کے تال میل کا تانا بانا پیش کیا اور اس بات پر تشویش ظاہر کی کہ ریاست میں کشمیری زبان میں کم تعداد میں اخبارات شائع ہورہے ہیں ۔انہوں نے کہا کہ صحافت کے ذریعے کشمیری زبان کی خدمت ہوسکتی ہے اور اس سے اس زبان کا دائرہ وسیع ہوسکتا ہے۔اس مقالے پر بھی بعد میں زوردار بحث ہوئی۔تیسرا مقالہ مہمان پروفیسر ایچ۔کے۔ کھیر نے ''کاشرس منز لغت سازی'' کے عنوان سے پیش کیا۔یہ مقالہ بھی تحقیق پر مبنی تھا اور اس میں کشمیری زبان کے فروغ کے لئے ڈکشنری کے عمل دخل اور اس کے رول کو بیان کیا گیا جس کے بعد اس پر بھی بحث کی گئی اور بحث میں حصہ لینے والوں نے کئی ایک نکات ابھارے جن کا جواب پروفیسر ایچ۔کے کھیر نے دیا۔اسی طرح دوسرے دن کی دوسری نشست میں تین مقالے پڑھے گئے جن میں پہلا مقالہ پروفیسر شفیع شوق کا تھا جس کو اُن کی غیرحاضری میں گلزار احمد نے پیش کیا۔دوسرا مقالہ ڈاکٹر عزیز حاجنی نے پیش کیا جس میں انہوں نے کشمیری زبان کے تئیں ریاستی حکومتوں کی مبینہ عدم توجہی پر روشنی ڈالی اور کئی ایک مطالبات بھی پیش کئے ۔تیسرا مقالہ رتن لال تلاشی نے پڑھا۔تینوں مقالوں پر زوردار بحث ومباحثہ ہوا۔کانفرنس کے آخر پر ایک مشاعرے کا انعقاد کیا گیا جس میں کل ملا کر ۱۹ر شعراء کرام نے حصہ لے کر اپنے تازہ کلام سے سامعین اور شرکائے کانفرنس کو محظوظ کیا۔ ❁❁❁

بقیہ۔ایس۔ایچ۔رضا کو اکیڈیمی کا اعزاز......صفحہ اول سے آگے

اس موقع پر زبانوں' ثقافت اور فن کے فروغ کے لئے اکیڈیمی کی طرف سے کی جارہی کوششوں کا خاکہ پیش کیا۔کشمیر کے ساتھ رضا کے تعلقات کی ابتداء ۱۹۴۸ء میں ہوئی ہے جب اُنھوں نے کشمیر کا دورہ کیا اور یہاں ماڈرن آرٹ تحریک کو جلاء بخشی۔اُسی سال اُن کے فن پاروں کی ایک نمائش کا بھی انعقاد ہوا جس سے نئے اور اُبھرتے ہوئے فن کاروں نے اُن سے استفادہ کرنا شروع کیا اور فن میں نئی نہجوں سے وہ آگاہ ہوگئے۔اُن میں سے بعض ملک کے سرکردہ فنکاروں کی صف میں شامل ہوگئے۔رضا نے کشمیر میں پروگریسو آرٹسٹس ایسوسی ایشن کی داغ بیل کے محرک بنے۔اُن کو اُس وقت کے وزیراعظم جناب شیخ محمد عبداللہ نے پورے کشمیر کا دورہ کرنے اور موقعے پر ہی مصوری کے نمونے بنانے کی اجازت دی۔ان ہی ایام میں وہ کشمیر میں مشہور فوٹوگرافی کے ماہر کارٹے بوسن سے ملے جنھوں نے اُن کو فرانس جانے کا مشورہ دیا جہاں ایس۔ایچ۔رضا کا فن مزید نکھرا اور اس نے ایک اسلوب کی صورت اختیار کرلی۔رضا نے متعدد قومی اور بین الاقوامی ایوارڈ حاصل کئے ہیں جن میں پدم شری' پدم بھوشن' للت کلا رتن ایوارڈ اور دیاوتی موودی ایوارڈ شامل ہیں۔ ☆☆☆

بقیہ۔ویب سائٹ کا افتتاح......صفحہ اوّل سے آگے

سرگرمیوں تک رسائی اور اس کی کارگزاری میں شفافیت یقینی بن جائے گی۔اُنھوں نے کہا کہ ویب سائٹ پر مفصل جانکاری سے ثقافت نواز حلقے مستفید ہوں گے اور اس سے اکیڈیمی کی کام کاج میں مزید بہتری لانے میں مدد ملے گی ۔ اُنھوں نے کہا کہ اکیڈیمی کی ویب سائٹ jkculture.com کئی برس قبل لانچ کی گئی تھی لیکن اس میں مطلوبہ جانکاری دستیاب نہیں تھی اور اسے پرائیویٹ پورٹل (.com) پر جاری کیا گیا تھا۔اسے وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے نیشنل انفارمیٹکس سنٹر سے ابطہ قائم کیا گیا اور آب اکیڈیمی کی آفیشل ویب سائٹ jkculture.nic.in ہے اور سابقہ ویب سائٹ کو چلانے والوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اسے منقطع کرے اور اسے انٹرنیٹ سے ہٹا دے۔ویب سائٹ جاری کرنے کے موقعے پر وزیرِمملکت برائے سیاحت و ثقافت جناب ناصر اسلم وانی' فائنانشل کمشنر (فائنانس) جناب محمد اقبال کھانڈے' وزیراعلیٰ کے پرنسپل سیکریٹری جناب بی۔بی۔ویاس' کمشنر سیکریٹری ٹورازم اینڈ کلچر شری اتل ڈلو' وزیراعلیٰ کے سیکریٹریٹ' ٹورازم اینڈ کلچر ڈیپارٹمنٹ اور کلچرل اکیڈیمی کے سینئر آفیسران موجود تھے۔

بقیہ۔''ثقافت کا اجراء''......صفحہ 2 سے آگے

خبرنامہ میں ریاست میں گزشتہ مہینوں کے دوران ہوئی تمدنی سرگرمیوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ اس میں نئی تحقیق پر مشتمل جائزے اور تبصرے شامل کئے گئے ہیں۔سرکردہ ادیبوں' فنکاروں اور ثقافت شناس شخصیات نے اکیڈیمی کے اہتمام سے ''ثقافت'' کے اجراپر اپنے تہنیتی پیغامات بھیجے ہیں۔ ❁❁❁

بقیہ۔ پشمینہ اور کشمیری سال کی کہانی......صفحہ 8 سے آگے

دو دو شالوں کے لئے سونے کے تاگے استعمال کئے گئے تھے۔نواب واجد علی شاہ نے اپنے کبوتر خانہ کے افسر کو ایک نادر کبوتر کی افزائش کے لئے' جس کا ایک پر سیاہ اور دوسرا سفید تھا' شالیں اور دو ہزار روپے انعام میں دیئے۔ملکہ وکٹوریہ کو کشمیری شالیں بہت پسند تھیں۔ کشمیر کے ڈوگرہ حکمرانوں کی طرف سے معاہدہ امرتسر کی یاد میں ہر سال مَلکہ کو شال پیش کی جاتی تھی۔ جسے Treaty Shawl یعنی شالِ معاہدہ کہا جاتا تھا۔مَلکہ وکٹوریہ ۱۸۳۷ء میں تخت نشین ہُوئی' تب دُنیا کے بہت سارے مُلکوں میں انگریزوں کی نوآبادیات قائم ہو رہی تھیں اور یہ کہا جاتا تھا کہ سلطنت اِنگلیشیہ میں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ شال کے استعمال کا اپنا اپنا طریقہ اور نت نئے فیشن تھے۔اکبر بادشاہ نے شال پہننے کا نیا فیشن مروّج کیا۔اس کے مُطابق شال کی چارتہیں بنائی جاتی تھیں۔اس سے پہلے تہہ کے بغیر کندھے پر اوڑی جاتی تھی۔فرانکوئس برنیئر کے مُطابق سترھویں صدی میں ہندوستان میں عام مرد عورتیں اور مُغل سر سے بھی شالیں لپیٹتے تھے۔وہ ۱۶۶۳ء میں کشمیر آیا تھا۔برنیئر فرانس کا رہنے والا تھا اور اورنگ زیب کے دربار میں شاہی طبیب تھا۔ایران میں عورتیں کشمیری شال پگڑی کے طور باندھتی تھیں۔سردیوں میں اسے کمر سے لپیٹتی تھیں۔شال سے پاجامہ بھی بناتی تھیں۔نوروز پر کشمیری شالوں سے خیمے سجائے جاتے تھے۔اُمرا گھروں میں پودے' چلمن اور رضائی وغیرہ کے بالاپوش Coverlets کے لئے شالیں بروئے کار لاتے تھے۔کشمیری شال کو مقامی طور بنی شال پر ترجیح دی جاتی تھی۔اکثر مغربی سیاحوں کا یہ ماننا تھا کہ کشمیری شال بہتر ہے۔ مِصر میں فیض ٹوپی پر شال باندھی جاتی تھی۔جبکہ یمن میں پگڑی کے بطور استعمال کی جاتی تھی۔فرانس میں مَلکہ جوزفائن کی سرپرستی میں شال مقبول ہُوئی اور فیشن بنا۔ اُنیسویں صدی کے شروع میں پشمینہ سے دوشالہ' رومال' کمربند اور جامہ وار بنتے تھے۔مُغلیہ حکومت کو پشمینہ کی وساطت سے لداخ سے دِلچسپی بڑھی تھی۔کشمیر کے مُغل گورنر کی معرفت لداخ سے رابطہ تھا۔لداخی راجا ہر سال مُغلیہ حکومت کو خراج دیتا تھا اور اس کے عوض وادیٔ کشمیر میں اور نوشہرہ میں لداخی راجا کو جاگیر دے رکھی تھی' جہاں سے ہر سال پانچ سو بوریاں چاول دستیاب ہوتی تھیں۔لداخی راجا جمیا نگ نمگیل (۱۵۹۰ء۔۱۶۱۶ء) نے کشمیری نژاد کے چھ مُسلمانوں کو پشمینہ اور اُون کی تجارت کو فروغ دینے کے لئے لیہہ میں آباد کیا اور اُنھیں مراعات فراہم کیں۔ مغربی تِبّت کے سرمائی صدر مقام اور تجارتی مرکز رُودوق میں بھی ان کے مکانات تھے۔یہ خاندان شکُو' ریلی' بنارس' خلسوار' سوتے اور ہنگول کے نام سے جانے جاتے ہیں اور آج کل متعدد خاندانوں میں بٹے ہُوئے ہیں۔ ❁❁❁

بقیہ۔ دوردراز علاقوں میں ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کو بڑھاوا...........صفحہ اول سے آگے

اُسی روز شام کو ایک کمپوزٹ کلچرل پروگرام کا اہتمام کیا گیا جس میں سجاد احمد شیخ' اعجاز داحمد شیخ' فاروق احمد کھوکھر' روبینہ کوچرا اور راشد جہانگیر نے لوک موسیقی پیش کی۔تقریب میں ڈپٹی کمشنر ڈوڈہ فاروق احمد خان بھی موجود تھے۔سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے اگلے روز بھدرواہ میں Interaction کے ساتھ ساتھ ایک لٹریری میٹ کا اہتمام کیا گیا جس میں رند بھدرواہی' ساغر صحرائی' غلام نبی سہیل' ساجد سرمدی' ناز نظامی' عبدالغنی بے بس' امر دیپ چندر کانت اور بشیر احمد خطیب نے حصہ لیا۔بعد میں یونیورسٹی کیمپس بھدرواہ میں ایک مشاعرے کا اہتمام کیا گیا جس میں علاقے کے سرکردہ شعرا نے اپنا کلام پیش کیا۔اس موقعے پر ادیبوں اور فنکاروں کو یقین دہانی کرائی گئی کہ ادیبوں اور فنکاروں کی حوصلہ افزائی اور انہیں مناسب پلیٹ فارم بہم کرنے کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے جارہے ہیں۔ ❁❁❁

بقیہ۔مختلف زبانوں میں حسینی مشاعروں کا اہتمام...........صفحہ 2 سے آگے

نکہت نظر' سلطان الحق شہیدی' امداد ساقی اور اشرف عادل۔گوجری...... چودھری نسیم پونچھی' عبدالرشید ناز' گلاب الدین جزا' خادم حسین شبنم' چودھری محمد ادریس شاذ' محمد اکرم سُوز' محمد رفیق زخمی' چودھری رفاقت علی غاضی' سراج الدین سراج' محمد شریف تھمر' شبیر احمد وفا اور سید سکندر شاہ اور پہاڑی میں محمد سرور ریحان' مقبول ساحل' پرویز مانوس' اعجاز کاظمی' سید امجد حسین کاظمی' عبدالمجید حسرت' خادم حسین ٹرک' دانش اشفاق ٹرک' نعیم کرانا ہی اور محمد شفیع صابر شامل ہیں۔اس سے قبل انجمنِ حسینی کے اہتمام سے بڈگام میں ایک حسینی مشاعرہ ہوا جس کی میزبانی کے فرائض سرکردہ ادیب' شاعر اور ہرموکھ کے چیف ایڈیٹر شاہد بڈگامی نے انجام دیئے۔دیگر کئی ادبی تنظیموں کی طرف سے بھی حسینی مشاعرے کا اہتمام کیا گیا۔۸ردسمبر کو لالہ رُخ ہوٹل سرینگر میں اردو اکیڈیمی جموں و کشمیر کی طرف سے بھی مشاعرہ ہوا جس کی صدارت غلام نبی خیال نے کی۔ایوانِ صدارت میں عبدالغنی شیخ اور اردو اکیڈیمی کے صدر نور شاہ بھی تھے۔ ❁❁❁

بقیہ۔عظمت آدم اور اقبالؔ............صفحہ 11 سے آگے

پہلوؤں پر بات کیں۔سیمنار کے دوسری نشست میں پروفیسر عبدالغنی مدہوش' پروفیسر تسکینہ فاضل (فرشتے آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں) پروفیسر نور احمد بابا (Man and His Place in Iqbal's Poetry)' شاہ ہمدان کے ڈائریکٹر پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی' ڈاکٹر عبدالرشید بٹ' (اقبالؔ کے تصورِ خودی میں چند بنیادی پہلوؤں کا تجزیہ)' ڈاکٹر فرحت احساس (تو شب آفریدم چراغ آفریدم) پروفیسر شاہد حسین (علامہ اقبال کا مسلکِ انسانیت......احترامِ آدمیت) ڈاکٹر شاد حسین (طواسینِ اقبال......ایک مطالعہ فکری جہات اور فنی تخلیقات) ڈاکٹر خالد جاوید (اقبال کی ایک غزل کا تجزیہ......عظمتِ آدم اور وجودیت کے حوالے سے'') کے عنوانات سے جیسے جامع اور فکرانگیز مقالات پیش کئے گئے۔تقریب کی اختتامی نشست کی صدارت پروفیسر مرغوب بانہالی نے انجام دی۔اس نشست میں ڈاکٹر پیرزادہ محمد امین (Dr. Sir Mohammad Iqbal - The Progressive & Reflectionery) ریسرچ اسکالروں ادفر رشید شاہ اور عامر سہیل وانی نے مشترکہ طور پر انگریزی میں مقالہ پیش کیا اور آخر پر ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی نے بھی۔ اقبالؔ......عصری تقاضوں کے حوالے سے اپنا تجزیاتی مقالہ پیش کیا۔اس دوروزہ سیمنار میں مختلف نشستوں میں محمد یوسف ٹینگ' بشیر احمد کرمانی اور پروفیسر مرغوب بانہالی نے صدارت کے فرائض انجام دیئے اور سیمنار کی نظامت ڈاکٹر وحید الظفر نے انجام دی۔ ❁❁❁

بقیہ۔تین کشمیری شعری مجموعوں کی رسمِ رونمائی......صفحہ 5 سے آگے

زندہ رکھنے کے لئے صوفی شعراء کا ایک بڑا اور اہم کردار رہا ہے کیونکہ کشمیر ہمیشہ سے ریشیوں' صوفیوں اور زاہدوں کی آماجگاہ رہا ہے۔انہوں نے اکیڈیمی کو مبارک باد پیش کی جو تخلیقی کارناموں کو منظرِ عام پر لانے کے لئے اہم خدمات انجام دے رہی ہے۔ اس سے قبل اپنے خطبہٗ استقبالیہ میں اکیڈیمی کے چیف ایڈیٹر محمد اشرف ٹاک نے ان سرگرمیوں کا ایک تفصیلی خاکہ پیش کیا جو اکیڈیمی نے ریاست میں ثقافت' ادب اور فنون کی ترویج کے لئے کررہی ہے۔انہوں نے کہا کہ اکیڈیمی کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ ادیبوں اور فنکاروں کو مناسب پلیٹ فارم مہیا کریں اور آج کی یہ تقریب اسی سلسلے کا ایک حصہ ہے۔تقریب کی نظامت کے فرائض ڈاکٹر شبنم رفیق نے انجام دیئے۔ ❁❁❁

بقیہ۔کشمیری ڈراما پر دو روزہ سیمنار......صفحہ 5 سے آگے

کاشر سٹیج ڈراما تہ نو تجربہ (محمد امین بٹ)' کاشر سٹیج ڈراما تہ عصری کرب (گلشن بدرنی)' کاشر ڈراما عالمی تناظرس منز (ستیش ول)' سیا۔اکھ سام (ارشد مشتاق)' گریس سُندگھر۔اکھ سام (علی محمد نشتر)' کاشر او پیرا (ثنا رنسیم)' کاشر ڈراما تہ موجودہ صورت حال (غلام محمد ماہر) قابلِ ذکر ہیں۔سیمنار کے اختتام پر ۴۰رچھوٹے چھوٹے Skits پر مشتمل ایک کولاج پیش کیا گیا جسے دیکھنے والوں نے کافی سراہا۔ ❁❁❁

بقیہ۔کتاب دریچے......صفحہ 5 سے آگے

''شبِ تنہائی''

اننت ناگ میں ۲۱رنومبر کو ڈاک بنگلے کے احاطے میں ہوئی تقریب میں شفیع ایاز کے شعری مجموعے ''شبِ تنہائی'' کی رسم رونمائی انجام دی گئی۔تقریب میں سرکردہ ادیب' شاعر اور دانشور موجود تھے۔

ادبی رسالہ ''تفہیم'' کی رسمِ رونمائی

راجوری جموں سے ایک ادبی رسالہ ''تفہیم'' کی رسمِ رونمائی عمل میں لائی گئی۔رسالہ اُردو دُنیا کے معروف نقاد اور شاعر شمس الرحمان فاروقی کی سرپرستی اور نگرانی میں نکل رہا ہے۔رسالہ کے نوجوان مدیر عمر فرحت ہیں۔رسالہ گیٹ اپ اور معیار کے حوالے سے ایک مستحسن کوشش ہے۔ابھی تک اس کے دو شمارے منظرِ عام پر آچکے ہیں۔

گاندربل کالج میں لٹریری نیوزلیٹر ''چنار'' کا اجراء

اکتوبر کے آخری ہفتے میں گورنمنٹ ڈگری کالج گاندربل نے کالج کا نیوز لیٹر ''چنار'' جاری کرنے کے سلسلے میں ایک تقریب منعقد کی جس کی صدارت وزیر برائے اعلیٰ تعلیم عبدالغنی ملک نے کی ۔ وزیر موصوف نے کالج کے باصلاحیت طلبہ کے علاوہ بعض ایماندار اور محنتی ملازموں کو انعامات سے نوازا۔ ❁❁❁

بقیہ۔ماہنامہ ''تریاق''...........صفحہ 5 سے آگے

ان میں محمد یوسف ٹینگ' غلام نبی خیال' وجیہہ اندرابی' نور شاہ' رفیق راز' زنفر کھوکھر' وحشی ساحل سعید' مظفر ایرج' وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔محمد یوسف ٹینگ نے اپنی تقریر میں رسالہ ''تریاق'' کو جموں وکشمیر نمبر نکالنے پر مبارک باد پیش کی۔آخر پر ریٹائرڈ جسٹس بشیر احمد کرمانی نے اپنے صدارتی خطبے میں کہا کہ ہم لوگوں کو رسالہ ''تریاق'' کا شکرگزار رہنا چاہیے کہ اتنی دور رہ کر بھی انہوں نے ریاست کے ادیبوں اور شاعروں کو یاد رکھا۔تقریب کی نظامت کے فرائض ناصر ضمیر انجام دیئے۔ ❁❁❁